السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا یہ صحیح ہے کہ دین اسلام تجارت کوناپسند کرتا ہے؟ کیا کوئی ایسی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تاجر حضرات قیامت کے دن فاجر وفاسق کی صورت میں اُٹھائے جائیں گے؟ کیا یہ حدیث ان تاجروں پر بھی منطبق ہوتی ہے جو حلال چیزوں کی تجارت کرتے ہیں اور حلال رزق کماتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

"دین اسلام تجارت کوناپسند نہیں کرتا کیوں کہ تجارت حلال رزق کمانے کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریفی انداز میں کیا ہے اور فضل الٰہی سے تعبیر کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے

فَإِذا قُضِيَتِ الصَّلوٰةُ فَانتَشِروا فِى الأَرضِ وَابتَغوا مِن فَضلِ اللَّهِ ... ١٠ سورة الجمعة

''(پھر جب نماز پوری ہوجائے تو زمین میں پھیل جاؤاور اللہ کا فضل تلاش کرو(یعنی رزق تلاش کرو"

اور اللہ کا ارشاد ہے:

لَيسَ عَلَيكُم جُناحٌ أَن تَبتَغوا فَضلًا مِن رَبِّكُم ... ١٩٨ سورة البقرة

''اور اگر حج کے ساتھ تم اپنے رب کا فضل بھی تلاش کروتو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے تجارت کے ذریعے سے رزق حاصل کرنے کو فضل اللہ سے موسوم کیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں ایک اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی تھی جو تجارت پیشہ تھے۔ مثلاً حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ ہجرت کر کے آئے تو کچھ بھی ان کے پاس نہیں تھا۔ پھر انہوں نے تجارت شروع کی اور جلد ہی بڑے مالدار ہوگئے۔!اور سبھی جانتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس خوش نصیبوں میں ہیں جنہیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی تھی۔ اگر تجارت مکروہ چیز ہوتی تو انہیں ہرگز یہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ میدانِ جہاد کے علاوہ اگر کوئی دوسری جگہ مجھے مرنے کے لیے سب سے زیادہ محبوب ہے تو وہ بازار ہے جہاں میں اپنے گھر والوں کے لیے کچھ خرید وفروخت کرتا رہوں۔ ان دلائل کی روشنی میں معلوم ہوا کہ تجارت اسلام کی نظر میں ناپسندیدہ نہیں بلکہ پسندیدہ ہے۔

البتہ ضرورت ہے کہ تجارت شریعت کے بتائے ہوئے اُصول کے مطابق ہو۔ ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تجارت میں غلط صحیح کی تمیز نہیں کی جاتی اور تاجر اللہ کی نظر میں گناہگار ہوجاتا ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

(إِنَّ التُّجَّارَ يُبْعَثُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا، إِلَّا مَنِ اتَّقَى اللَّهَ وَبَرَّ وَصَدَقَ " (ترمذی"

''بلاشبہ تاجر حضرات قیامت کے دن فاجروں کی صورت میں اُٹھائے جائیں گے سوائے ان کے جنھوں نے اللہ کا ڈر رکھا۔ نیکی کی اور سچ بات کہی۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ تاجر تجارتی معاملات میں نیکی اور سچائی سے کام لے اور غلط کام پر خدا سے ڈرے۔ اسی لیے دوسری حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین لوگوں کی طرف اللہ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ ان میں سے ایک وہ ہے:

(وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" (مسلم اور اصحاب السنن"

''جھوٹی قسم کے ذریعے سے مال تجارت کو بڑھا چڑھا کر بتانے والا''

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کے بارے میں فرمایا:

(وَلَكِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ فَيَكْذِبُونَ، وَيَحْلِفُونَ فَيَأْثَمُونَ" (مسند احمد اور حاکم"

''وکچھ بتاتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں''

ایسے ہی تاجر حضرات ہیں جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن فاجروں کی طرح اُٹھائے جائیں گے۔ وہ تجارت جسے اللہ تعالی نے فضل الٰہی سے تعبیر کیا ہے ان میں مندرجہ ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

1۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ حلال اور مباح چیزوں کی تجارت کی جائے۔ اسلام کی نظر میں جو چیزیں حرام ہیں ان کی تجارت نہ کی جائے مثلاً شراب، خنزیر کا گوشت وغیرہ۔ حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے انگور کو روکے رکھاتا کہ کسی یہودی یا عیسائی کو شراب بنانے کی غرض سے فروخت کرے تو اس نے جان بوجھ کر جہنم کی آگ خریدی (1)

2۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تجارت میں دھوکہ نہ دے مثلاًیہ کہ خراب مال کو اچھا مال بتاکر فروخت کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(مَن غَشَّنَا فَلَيسَ مِنَّا" (مسلم"

''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے''

3۔ تیسری شرط یہ ہے کہ زیادہ منافع کی غرض سے ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

(لَا يَحتَكِرُ اِلَّا خَاطِئٌ" (مسلم، ابوداؤد"

''ذخیرہ اندوزی ہو کرتا ہے جو گناہ گار ہوتا ہے''

4۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ مال فروخت کرتے وقت سچی جھوٹی قسمیں نہ کھائے۔

5۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ سامان بہت مہنگا نہ بیچے۔ مثلاًیہ کہ حکومت نے قیمت متعین کردی ہو اور تاجر زیادہ نفع کی لالچ میں اس قیمت سے زیادہ قیمت میں سامان فروخت کرے۔ حدیث ہے:

(من دخل فی شیء من أسعار المسلمين ليغليه عليهم كان حقًا على الله أن يعقده بِعُظم من النار يوم القيامة" (مسند احمد، طبرانی، حاکم"

''جس نے قیمتوں میں کسی قسم کی دخل اندازی کی تاکہ مسلمانوں پر اسے مہنگا کردے تو اللہ پر واجب ہے کہ اسے قیامت کے دن آگ پر بٹھائے۔''

6۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوۃ نکالے۔

7۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ تجارت تاجر کو دینی فرائض مثلاً نماز، روزہ، حج یا صلہ رحمی وغیرہ سے غافل نہ کردے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ تاجر حضرات اپنی تجارت میں اس قدر محو رہتے ہیں کہ دین و دنیا سے غافل ہو کر بس جوڑ گھٹاؤ میں مصروف رہتے ہیں۔ نہ نماز کا ہوش ہوتا ہے نہ انہیں اہل خانہ کی فکر ہوتی ہے اور نہ رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا کوئی خیال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے:

رِجالٌ لا تُلهيهِم تِجـٰرَةٌ وَلا بَيعٌ عَن ذِكرِ اللَّهِ وَإِقامِ الصَّلوٰةِ وَإيتاءِ الزَّكوٰةِ... ٣٧ ... سورة النور

''ان میں سے ایسے لوگ صبح وشام اس کی تسبیح کرتے ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد سے اور نماز کی ادائیگی اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کردیتی۔''

یہ ہیں وہ شرطیں جن کا ہر مسلمان تاجر کو پاس ولحاظ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر اس نے ان شرائط کے مطابق تجارت کی تو اس کے لیے ایک خوش خبری ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

(التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ" (ترمذی"

''ایماندار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء علیہ السلام، نیکوکاروں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا''

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی یوسف القرضاوی

اجتماعی معاملات، جلد:1، صفحہ:311

محدث فتویٰ